جلد ۱۷ فتح ۱۳۵۵ ہش شمارہ ۱۲
دسمبر ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

(جلسہ سالانہ نمبر)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ اشتراک
پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت پرچہ ہذا — ایک روپیہ



زیورک میں پریس کانفرنس کے بعد حضور سوئزرلینڈ کی معمر صحافی خاتون
کے سوال کا جواب دے رہے ہیں
(درمیان میں آئس لینڈ کے نو مسلم احمدی جناب سعید یونس کھڑے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۵۵ ہش

ذو الحجہ ۱۳۹۶ ہجری دسمبر ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ - دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت } .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۹ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۲

فتح ۱۳۵۵ ہش

(۱)

بسم اللہ مجریہا و مرسٰھا

اللہ تعالےٰ سے اِذن پاکر خدا تعالےٰ کے پاک بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بیعت کا اعلان فرمایا تو دو سال بعد آپ نے مخلصین جماعت کے سامنے یہ تجویز رکھی۔

"بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولےٰ کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پا جائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان

اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔"

(آسمانی فیصلہ ص۲-ب)

پاک دل مصلح کا یہ ارشاد کتنا بابرکت اور مؤثر تھا مخلصین نے اس پر لبیک کہا اور ایمانی طیور اس روحانی مائدہ پر اکٹھا ہونے شروع ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں یہ تحریک کی گئی۔ پہلی بار ۷۵ مخلصین اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اگلے سال ۳۲۷ پروانے اس شمع کے گرد اکٹھے ہوئے۔ اس کے بعد ہر سال سوائے ایک دو ناغوں کے یہ اجتماع منعقد ہوتا رہا۔ اس میں شامل ہونے والے مرکز سلسلہ میں آتے رہے۔ وہ یہاں آکر قرآن و حدیث کے معارف سنتے ہیں۔ اپنے پیارے امام کی زیارت سے اپنے کام و دہن کو سیراب کرتے ہیں۔ وہ یہاں نماز تہجد میں خدا کے حضور پیشانی رکھ کر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کی بہتری کے لئے، اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے خدا کی محبت، اسلام کے غلبہ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی بہبود کے لئے دعا کرتے ہیں۔ وہ مرکز کی گلیوں میں نمناک آنکھوں سے ذکر الٰہی کرتے پھرتے ہیں۔ وہ یہاں آکر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں۔ وہ مرکز میں عاجزی و انکساری سے چلتے پھرتے خدا کا ذکر و شکر ادا کرتے ہیں۔ وہ مستورات کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ بچے ان کی انگلی تھامے یہاں کی ہر چیز کو محبت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ماں باپ دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ پیارے اللہ! ہماری اولاد کو بھی صالح بنانا۔ یہ بھی اسلام کے خادم اور سردرِ کونین کے فدائی ہوں۔ یہ دنیا کے شیدائی نہ ہوں آخرت کے طلب گار ہوں۔

کس مبارک راہ پر ہمیں مسیح پاک نے چلایا کن مقدس پانیوں میں انہوں نے ہماری کشتی کو اتارا۔ اور پھر اس کشتی کے پتوار اپنے مضبوط ہاتھوں میں خلفائے سلسلہ نے تھامے۔ دریا میں طوفان بھی آئے۔ کشتی نے ہچکولے بھی کھائے۔ اور بعض اوقات لہریں بہت اونچی ہوئیں۔ کشتی کے سوار خدا کو پکارتے رہے۔ وہ دل مضبوط اور کڑا کر کے کشتی کی خیر مانگتے آگے بڑھتے رہے۔ کبھی چٹانیں بھی نظر آئیں اور کبھی بلائیں دکھائی دیں۔ لیکن مخلصین اپنے عمل کو مضبوط کرتے رہے۔ وہ مصائب دیکھتے تو خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کو مشعل بنائے آگے بڑھتے رہے۔ سوار بڑھتے رہے قافلہ چلتا رہا۔ قافلہ میں مسافر بھی شامل ہوتے رہے طوفان ابھی ختم نہیں ہوئے۔ سفر کی صعوبتیں ختم نہیں ہوئیں۔ لیکن جذبہ سلامت ہے۔ اخلاص قائم ہے آندھیوں کا خوف مصائب کی گرج جوشِ جنوں کو کم نہیں کر رہی بڑھا رہی ہے۔ اس کشتی کے سواروں نے جب اس کشتی میں قدم رکھے تھے تو یہ کہہ کر رکھے تھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا

(۲)

جلسہ کیوں ملتوی کیا گیا؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ مسیح پاک علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں ۱۸۹۳ء کا جلسہ سالانہ ملتوی کیا گیا تھا۔ اس التواء کی وجہ حضور نے یہ بیان فرمائی تھی۔

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہمی محبت و اخوت میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی جہات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔ لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا۔" (شہادۃ القرآن)

اس جلسہ کی اصل غرض افرادِ جماعت کی تربیت ہے۔ اگر یہ غرض حاصل نہیں ہوتی تو پھر جلسہ میں شمولیت بے فائدہ ہے۔ ہم پوری بصیرت سے کہہ سکتے ہیں کہ جن بچوں کے والدین اپنے بچوں کو باقاعدہ اس مبارک اجتماع میں ساتھ لاتے ہیں اور پھر ان کی تربیت کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ وقت تقریروں کے سننے میں صرف کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی یہی تاکید کرتے ہیں۔ وہ جب یہاں سے لوٹتے ہیں تو ان کے دل اللہ تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد اپنے اندر اشاعتِ اسلام کا نیا جذبہ محسوس کرتی ہے۔

ہمارا جلسہ کوئی میلہ نہیں عرس نہیں۔ یہ ایک تعلیمی و تربیتی اجتماع ہے۔ یہ کسی شان و شوکت کے اظہار کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو اکٹھے ہو کر سر نیاز کو درِ احدیت پر جھکانے کے لئے ہے۔ یہ سال بھر کے اپنے کاموں اور تربیت کا موازنہ کرنے کے لئے اور آئندہ سال کے لئے نئے جوش اور نئے جذبے اور نئے ایمان کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔

پس ہر احمدی ہر صاحبِ فکر اس کوشش میں رہے کہ یہ مبارک اجتماع روحانیت سے بھرپور ہو۔ اس کی فضائیں ذکرِ الٰہی، دعاؤں اور اعلیٰ اخلاق اور حسنِ کردار سے معمور ہوں ؛

(۳)

قبولِ احمدیت

قبولِ احمدیت کے واقعات کا مطالعہ جہاں ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتا ہے وہاں محاسبہ کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرتا ہے۔ ہر فرد جو احمدیت کو قبول کرتا ہے۔ وہ ایک ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ ایک چیلنج قبول کرنے خدا کی عبودیت کا، اس کے برگزیدہ رسول سے فدائیت اور عشق کا، اشاعتِ اسلام کی خاطر قربانی کا۔ احمدی ہونے کے ساتھ زندگی میں ایک انقلاب آتا ہے تو انقلاب اتنا نمایاں ہونا چاہیئے کہ نہ صرف یہ کہ ہم خود محسوس کریں دنیا بھی اسے محسوس کرے۔ بانیٔ احمدیت اپنی کتاب "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:-

"اے میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالےٰ کی رحمت سے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اور اپنا آرام اور اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو سنو کہ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہو کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ .... میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ ...... اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ ...... مجھ میں کون داخل ہوتا ہے وہ جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ایک مطیع بندہ ہو جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں۔"

(فتح اسلام صفحہ ۳۴)

اس رسالہ میں ایک نومبایع دوست چوہدری نصیر احمد صاحب لاہور نے اپنی قبولِ احمدیت کی سرگذشت لکھی ہے خدا سے دعا ہے کہ وہ مضمون نگار کے اخلاص میں برکت دے۔ یہ مضمون دوسرے مبایعین کے لئے بھی مہمیز کا کام دے

(۴)

قناعت اور سیر چشمی

خلافت لائبریری مکے لئے رحمت بازار سے جو راستہ سٹیشن کو جاتا ہے اس پر سائیکل ڈال لیا۔ کچھ دوکانوں

کی قطار کے عقب میں دیکھا ایک کچی دکان کے باہر دوکاندار پرانی ٹین کی چادر پر ہتھوڑی چلا رہا ہے۔ اونچی آواز سے یہ فقرہ دوہرا رہا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین اس کی دوکان میں ایک طرف چارپائی تھی جس پر اس کا بستر تھا اور باقی جگہ میں ٹوٹی پھوٹی بالٹیاں اور پرانے ڈبے پڑے تھے۔ چھت اتنی نیچی تھی کہ اگر دوکان میں کوئی دراز قد کھڑا ہو تو اس کا سر چھت کو چھوئے۔ دکان کا حدود اربعہ مشکل ۸×۸ فٹ ہوگا۔ پچھلے دنوں شدید بارشوں میں دوکان گر گئی تو پاس سے مٹی لے کر پھر دیواریں کھڑی کر کے اس پر معمولی چھت ڈال کر چارپائی اٹھا کر دوکاندار اس میں منتقل ہو گیا تھا۔ بازار کی سب دوکانیں کھلی بھی نہ تھیں۔ لیکن یہ غریب غنی النفس کام میں لگ گیا تھا۔ ہتھوڑی چلاتا جا رہا تھا اور الحمد للہ رب العالمین کہتا جاتا تھا۔ یہ نظارہ اور اس شخص کی دوکان جو رہائش گاہ بھی تھی کی ہیئت کذائی پر غور کرتا ہوں چلتا گیا۔ سچ ہے کہ اگر قناعت میسر ہو تو انسان ہر حالت میں خدا کا شکر کرتا ہے اور اسے شکر کرنا چاہیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی ونفوس العالمین فرماتے ہیں۔ دنیا میں اپنے سے اوپر والے کی طرف نہیں کمتر پر نظر رکھو۔ اس سے تم خدا کی کسی نعمت کو حقیر نہیں جانو گے۔

لا تنظروا الی من هو فوقکم بل انظروا الی من هو اسفل منکم فانه
اجدر ان لا تزدروا نعمة الله

مسیح پاک علیہ السلام آیت فیہا تشتہی انفسکم کہ جنت میں جو چاہو گے ملے گا کہ تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ دو طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک صورت یہ کہ خواہش ہی کوئی نہ رہے۔ گویا وہ کیفیت ہو گئی ہے

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے کئی بار یہ واقعہ سنا کہ حضرت خلیفۃ اول رض فرماتے ہیں۔ بھیرہ میں ایک غریب اور بے کس عورت تھی۔ ایک دن میں نے اسے کہا اماں میری خواہش ہے میں آپ کی خدمت کروں۔ اس عورت نے کہا بیٹا اللہ کا بہت فضل ہے۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں نے پھر زور دیا تو کہا بیٹا ایک چارپائی ہے بستر ہے میں اور میرا بیٹا اس میں سو رہتے ہیں۔ رات سردی زیادہ ہو تو میں بیٹے سے کہتی ہوں بیٹا ذرا پہلو بدلو لحاف اس طرف سرکا دو میرا ایک پہلو ٹھٹھر گیا ہے۔ وہ فرمانبردار ایسا ہی کر لیتا ہے جب اس کا پہلو ٹھٹھرتا ہے تو وہ مجھے ایسا ہی کہتا ہے۔ میں اس کی طرف لحاف سرکا دیتی ہوں۔ میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اب میری نظر کمزور ہو چکی ہے موٹے حروف والا کوئی قرآن لادو۔ میں آسانی سے پڑھ لیا کروں۔ بجا فرمایا ہمارا رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے الغنیٰ غنی النفس۔ تونگری دل سے ہوتی ہے مال سے نہیں۔ قناعت سیر چشمی کے فقدان سے

انسان کو وحشی بنا دیا۔ یہ نعمت حاصل ہو جائے تو اسے دنیا میں ہی جنت حاصل ہو گئی۔ خدا کرے ہمیں قناعت، سیر چشمی اور حسن اخلاق میسر ہو۔

———— (۵) ————

سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم

سید ولد آدم جنہیں قرآن سے خاتم النبیین کا لقب دیا۔ جن کو لولاک لما خلقت الافلاک جیسے نوازے تخلیق کائنات کا مقصد قرار دیا۔ جس کی تشریف آوری سے انسانیت کا شرف بڑھا وہ خواجہ کونین تھے لیکن بے کسوں کے خادم۔ وہ بادشاہ تھے لیکن بے نواؤں کی پناہ۔ آپ کے ایک عاشق صادق نے کیا خوب فرمایا ہے

خواجہ و مر عاجزاں را بندہٗ ÷ بادشاہ و بے کساں را چاکرے

وہ جس نے بنی نوع انسان کی حقیقی غمخواری کی وہ جس نے مخلوقِ خدا سے اتنا پیار کیا کہ ماں بھی اپنی اولاد سے اتنا پیار کیا کرے گی۔ آپ کے روحانی فرزند نے فرمایا ہے

آں ترحم ہا کہ خلق از وے بدید ÷ کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

وہ شفقت جو مخلوق نے آپ سے دیکھی کسی نے دنیا میں اپنی ماں سے بھی نہ دیکھی ہوگی۔

اس برگزیدہ ہستی کے متعلق متعصبین نے اپنے تعصب کی بنیاد پر بُرا بھلا بھی کہا۔ اس سید المعصومین پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے گئے۔ اس ذاتِ اکمل کے متعلق ایسی زبان طعن دراز کی گئی کہ اس کو سن کر بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک سچے مسلمان کا فرض ہے کہ اس خلیفۃ اللہ پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دے۔ وہ جو کان قاب قوسین او ادنیٰ کا مصداق تھا جو ما ینطق عن الھویٰ کا مصداق تھا۔ ان کے بارے میں ایک مستشرق کے مضمون سے متاثر ہو کر عبد القیوم صاحب ایم۔ اے کوئٹہ نے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ جسے ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ چودہ سو سال سے مدح خوان حضور کی تعریف و توصیف میں لکھ رہے ہیں اور پھر بھی قلم کو اعتراف ہے کہ مدح کا حق ادا نہ ہوا اور اس شان والے کی شان کو بیان بھی کون کر سکتا ہے۔ حضور کے عشق میں گداز ایک عاشق آپ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ہے

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم ÷ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

کہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے۔ وہ محبوب تو ایسے فنا فی اللہ ہوئے کہ یکتائے روزگار ہو گئے۔

اللّٰھم صل علیہ بعدد ھمّہٖ وغمّہٖ لھذہ الامۃ

ما اتاکم الرسول فخذوہ

نیکی رائیگاں نہیں جاتی

عن الزهری قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان حکیم بن حزام اخبره انّه قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ارأیتَ امورًا کنتُ اتحنّثُ بها فی الجاهلیة من صلةٍ وعتاقةٍ وصدقةٍ فهل لی فیها اجرٌ قال حکیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اسلمتَ علی ما سلف من خیر (ادب المفرد من وصل رحمه فی الجاهلیة ثم اسلم)

ترجمہ: امام زہری کہتے ہیں مجھے حضرت زبیر کے بیٹے عروہ نے بتلایا کہ حکیم بن حزام نے انہیں بتلایا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ یہ فرمائیے رجاہلیت میں اسلام لانے سے قبل میں صلہ رحمی کرتا تھا یا غلام آزاد کرتا تھا یا صدقہ دیتا تھا کیا اس کا بھی مجھے اجر ملے گا۔ حکیم کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے اسلام کی توفیق انہیں نیکیوں کی وجہ سے ملی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ پر قربان) کا یہ ارشاد کتنا پیارا اور ڈھارس بندھانے والا ہے کہ خدا کسی کی بھی نیکی ضائع نہیں کرتا ۔ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام کا خدا غفورٌ رحیم ہے۔ وہ ودود یعنی محبت کرنے والا ہے۔ وہ قرآن کریم میں اعلان کرتا ہے

نبّئ عبادی انّی انا الغفور الرحیم

میرے بندوں کو بتادو کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں ۔ ایک بار بیعت کے وقت ایک صحابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اسلام لانے سے قبل میں نے بہت مخالفت کی تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الاسلام یهدم ما قبله کہ اسلام پہلے سارے گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ سبحان اللہ توبہ سچی توبہ جہاں گزشتہ تمام قصوروں اور گناہوں کو گرا دیتی ہے۔ وہاں گزشتہ نیکیوں کو نہیں گراتی۔ یہ ہے اسلام کے شکور یعنی قدردان خدا کا فضل کہ کسی کی نیکی کو جہاں ضائع نہیں کرتا۔ وہاں توبہ اور رجوع سے گزشتہ تمام خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ شرط توبہ یعنی رجوع الی اللہ ہے۔

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قادر و قدّوس میری پناہ ہے

میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس نزاع کا آپ فیصلہ کر دے گا۔ وہ دلوں کے خیالات کو جانتا اور سینوں کے حالات کو پرکھتا ہے اور کسی سے دل آزار اور زیادتی اور جہر بالسوء پسند نہیں کرتا۔ وہ لاپرواہ ہے متقی وہی ہے جو اس سے ڈرے اور میری اس میں کیا کسرِ شان ہے۔ اگر کوئی مجھے کتّا کہے یا کافر کافر اور دجّال کر کے پکارے۔ درحقیقت حقیقی طور پر انسان کی کیا عزت ہے صرف اس کے نور کے پرتو پڑنے سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ مجھ پر راضی نہیں اور میں اس کی نگاہ میں مردود ہوں تو پھر کتے کی طرح کیا ہزار درجہ کتوں سے بدتر ہوں . . . . خداوند قادر و قدوس میری پناہ ہے اور میں تمام کام اپنا اسی کو سونپتا ہوں اور گالیوں کے عوض میں گالیاں نہیں دینا چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک ہی ہے جو کہے گا۔ افسوس کہ ان لوگوں نے تھوڑی سی بات کو بہت دور ڈال دیا اور خدا تعالیٰ کو اس بات پر قادر نہ سمجھا کہ جو چاہے کرے اور جس کو چاہے مامور کر کے بھیجے۔ کیا انسان اس سے لڑ سکتا ہے یا آدم زاد کو اس پر اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ ایسا کیوں نہیں کیا۔ وہ اس بات پر قادر نہیں کہ ایک کی قوت اور طبع دوسرے کو عطا کرے۔ اور ایک کا رنگ اور کیفیت دوسرے میں رکھ دیوے اور ایک کے اسم سے دوسرے کو موسوم کر دیوے۔ اگر انسان کو خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت پر ایمان ہو تو وہ بلا تامل ان باتوں کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بلاشبہ اللہ جل شانہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔

(آسمانی فیصلہ ص۲۷، ۲۵ روحانی خزائن)

مَوْلَایَ خَتْمُ الرُّسُلِ اَھْلُ رَبَاءِ

میرا سردار ختم الرسل ہے اور کون ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت کا بڑا مقصد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہے آپ نے ہمارے قلوب میں محبت رسولؐ کی دبی ہوئی چنگاری کو ہوا دی۔ ہمارا خدا گواہ ہے. حضرت مسیح پاک کی نظم و نثر کے مطالعہ سے ہمارے دل میں پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی آگ بھڑکتی ہے۔ خدا کرے ہماری یہ محبت بڑھتی رہے. مسیح پاک اس برگزیدہ ہستی کے متعلق اپنے عربی کلام میں فرماتے ہیں ؎

مَنْ مُخْبِرٌ عَنْ ذِلَّتِیْ وَمُصِیْبَتِیْ
میری ذلت اور مصیبت میں خبر گیری کرنے والا

مَوْلَایَ خَتْمُ الرُّسُلِ اَھْلَ رَبَاءِ
میرا سردار ختم الرسل ہے اور کون ہے۔

یَا طَیِّبَ الْاَخْلَاقِ وَالْاَسْمَاءِ
اے پاک اخلاق اور پاک ناموں والے

جِئْنَاكَ مَظْلُوْمِیْنَ مِنْ جُھَلَاءِ
ہم جاہلوں کے ظلم سے آپکی جناب میں فریادی آئے ہیں

اِنَّ الْمَحَبَّةَ لَا تُضَاعُ وَتُشْتَرٰی
محبت نہ ضائع کی جاسکتی ہے نہ فروخت کی جاسکتی ہے

اِنَّا نُحِبُّكَ یَا ذُكَاءَ سَخَاءِ
اے آفتاب سخاوت ہم تجھ سے ہی محبت رکھتے ہیں

اَنْتَ الَّذِیْ جَمَعَ الْمَحَاسِنَ كُلَّھَا
تو ہی ہے جس میں کل خوبیاں جمع ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ جَاءَ لِلْاِحْیَاءِ
تو ہی مردوں کو زندہ کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہے

اَنْتَ الَّذِیْ تَرَكَ الْھُدُوْنَ لِرَبِّهٖ
آپ ہی ہیں جس نے خدا کے راستہ میں مداہنہ ترک کر دیا

وَتَخَیَّرَ الْمَوْلٰی عَلَی الْحَوْبَاءِ
اور دکھوں کے اندر خدا کو اختیار کر لیا۔

یَا كَنْزَ نِعَمِ اللّٰهِ وَالْآلَاءِ
اے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے خزانے

یَسْعٰی اِلَیْكَ الْخَلْقُ لِلْاِرْكَاءِ
لوگ پناہ کے لئے آپ کی جناب میں حاضر ہو رہے ہیں

(درثمین عربی صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

الغیاث اے مغیثِ عالمیاں

اے اہلِ جہاں کے فریادرس امداد کو پہنچ

ایک مومن کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ ہمارا خدا قادرِ مطلق ہے۔ وہ ساری طاقتوں کا مالک ہے اس کے لئے کوئی چیز انہونی نہیں۔ اس کی تقدیر کو زمین پر لانے کے لئے ہر تدبیر سے بڑی تدبیر دعا ہی ہے۔ مسیح پاک فرماتے ہیں دعا سے بڑی تاثیر کسی شے میں نہیں۔ لیکن اس کی تاثیر کے لئے ضروری ہے کہ عاجزی و انکساری الحاح و استقلال سے دعا کریں۔

امتِ احمد نہاں دارد دو ضد را در وجود / مے تواند شد مسیحا مے تواند شد یہود

احمدؐ کی امت اپنے وجود میں دو مخالف باتیں مخفی رکھتی ہے۔ (اس کا فرد) مسیح بھی بن سکتا ہے اور یہودی بھی)

زمرۂ ز ایشاں ہمہ بدطینتاں را جائے ننگ / زمرۂ دیگر بجائے انبیاء دارد قعود

ایک گروہ تو بدفطرت انسانوں کے لئے بھی جائے ننگ و عار ہے۔ اور دوسرا گروہ انبیاء کا جانشین ہے۔

عہد شد از کردگارِ بے چگوں / غور کن در اِنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

خدائے لاثانی کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے (یعنی مُردے واپس نہیں آیا کرتے) اور آیت اِنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ پر غور کر

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں / رحم کن بر خلق اے جاں آفریں

دنیا میں سخت شور پڑ گیا ہے اے خدا پیدا کرنے والے اپنی مخلوقات پر رحم فرما۔

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را / مصفّا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے عزیزو بغیر اخلاص اور سچائی کے کسی راہ کو کھول نہیں سکتے۔ مصفّا قطرہ چاہیئے تا کہ موتی پیدا ہو

اے خداوندِ رہ نمائے جہاں / صادقاں را ز کاذباں برہاں

اے جہان کو ہدایت دینے والے مالک سچوں کو جھوٹوں کی گرفت سے رہائی بخش۔

آتش افتاد در جہاں ز فساد / الغیاث اے مغیثِ عالمیاں

فساد کی وجہ سے دنیا میں آگ لگ گئی۔ اے اہلِ جہان کے فریادرس امداد کو پہنچ۔

(درِ ثمین فارسی ص۱۵۱)

سیّد وُلدِ آدمؐ کے تین عظیم کام

(محترم میاں عبدالقیوم صاحب ایم-اے کوئٹہ)

مشہور امریکی ہفتہ وار رسالہ "ٹائم" کے پرچہ ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء میں لیڈروں کی صفات اور کام موں پر مبسوط بحث کی گئی ہے۔ دنیا کے مشہور تاریخ دان اور دانشوروں کی آراء کو پیش کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک ایک لیڈر کی خاصیتیں کیا ہونی چاہئیں اور ان نظریات کے مطابق اس دھرتی پر کون کون سے بڑے لیڈر گزرے ہیں اور ان آراء میں سے ایک امریکی ماہر نفسیات میسرمین نے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا ہے۔

"لیڈروں کے اندر تین بنیادی صفات کا ہونا ضروری ہے۔ اوّل کہ وہ اپنے متبعین کی بھلائی کے سامان مہیا کریں۔ دوم۔ ایسا معاشری نظام قائم کریں جس میں لوگ اپنے آپ کو محفوظ و مامون خیال کریں۔ سوم یہ کہ وہ لوگوں کو معتقدات اور ایمانیات کا ایک منشور عطا کریں۔ پیسچر اور سالک پہلی قسم کے لیڈر ہیں۔ گاندھی اور کنفیوشس جیسے لوگ ایک طرف اور سکندر، سیزر اور ہٹلر دوسری طرف۔ یہ دوسری قسم یا شاید تیسری قسم کے لیڈروں میں شامل ہیں (حضرت) عیسٰے اور بدھ صرف تیسری قسم کے لیڈر ہیں۔ لیکن (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) شاید تمام زمانوں کے سب سے بڑے لیڈر ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر یہ تینوں کام اور صفات یکجا پائی جاتی ہیں۔ اور پھر کمتر دائرہ میں (حضرت) موسٰے نے بھی اسی قسم کے کام کئے ہیں۔"

میسرمین امریکی ماہر نفسیات کے نزدیک عالمی لیڈروں میں تین بنیادی صفات کا ہونا ضروری ہے اوّل یہ کہ حقیقی لیڈر میں اپنے متبعین کی خیرخواہی اور بھلائی کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ اس نہج سے اگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھیں تو ایسا نظر آتا ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام طاقتیں، آپؐ کے جذبات، آپؐ کے احساسات، آپؐ کا مال، آپؐ کی جان، آپؐ کی ہر چیز اپنے ماننے والوں کی خیرخواہی پر ہر وقت قربان ہوتی رہتی تھی

دعوے کے بعد لوگ آپؐ کے مخالف ہو گئے۔ حالانکہ دعوے میں اپنی ذات میں لوگوں کی بھلائی کے سوا اور کونسا جذبہ کارفرما تھا؟ آپؐ نے دیکھا کہ بیواؤں اور یتیموں پر ظلم ہو رہا ہے۔ آپؐ نے دیکھا کہ غربا و مساکین پر ظلم ہو رہا ہے۔ آپؐ نے دیکھا کہ عورت کو ناپاک خیال کیا جاتا اور اسے کوئی حقوق حاصل نہیں۔ آپؐ نے ہر ظلم کے خلاف آواز بلند کی اور آپؐ نے اپنی تمام طاقتیں بھی ہر ظلم کے مٹانے پر صرف کر دیں۔ پھر جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے ان کے لئے آپؐ ہمہ تن شفقت بن گئے۔ ان کے لئے باپ سے زیادہ ہمدرد اور ماں سے زیادہ محبت کرنے والے بن گئے۔

مکّہ میں جب آپؐ کے خلاف دشمنی اور ایذا رسانی شدت اختیار کر گئی اور ظلم ناقابلِ برداشت ہونے لگے اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کے لئے جینا دوبھر کر دیا گیا تو آپؐ نے ایک دن انہیں جمع کیا اور دُور حبشہ کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ سنا ہے وہاں خدا کا خوف رکھنے والے ایک بادشاہ کی حکومت ہے سو تم وہاں چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہاری تکالیف مجھ پر بہت شاق گزرتی ہیں۔ دنیا کے لیڈر ایسے خطرناک حالات میں دوستوں اور ہمدردوں کو خاص طور پر اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ پر آپ نے یہ تو برداشت کر لیا کہ آپ اکیلے رہ جائیں اور دشمنوں کے ظلموں کا نشانہ بنے رہیں۔ مگر آپؐ کے جذبۂ ہمدردی اور شفقت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ پر ایمان لانے والے مزید ظلم برداشت کریں۔ اس لئے آپؐ نے انہیں وطن چھوڑنے کا ارشاد فرمایا۔ مشکلات اور بڑھتی گئیں تو آپ نے باقی ساتھیوں کو یثرب یعنی مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا [illegible] حضرت ابوبکرؓ جیسے [illegible] کو بھی یثرب چلے جانے کا ارشاد فرمایا۔ اور آپؐ چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں دشمنوں کا سارا ظلم سہنے کے لئے رہ گئے۔ پھر جب آپؐ نے خود ہجرت فرمائی اور مدینہ تشریف لائے وہاں آپؐ کو ظاہری حکومت بھی عطا ہوئی تب بھی آپؐ نے بطور ایک حاکم یا بادشاہ کے زندگی نہیں گزاری بلکہ آپؐ کے دن کا اکثر وقت اپنے متبعین کی خیرخواہی اور بھلائی کے کاموں میں صرف ہوتا۔ آپؐ یتیموں کے والی بنتے۔ بیواؤں اور مساکین کا سہارا بنتے۔ عورتیں اور مرد اپنی نجی زندگی کے اہم اہم امر کے متعلق آپؐ سے مشورہ لیتے۔ ہر مشکل کے وقت آپؐ کی طرف دوڑتے۔ ہر مصیبت کے وقت آپؐ کا دروازہ کھٹکھٹاتے۔ اور آپؐ ان کی تمام مشکلات حل کرتے میں ماں سے زیادہ شفقت دکھاتے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو مدینہ میں مال بھی عطا فرمایا ڈھیروں ڈھیر مال۔ لیکن آپؐ کی روح اس تمام مال کو اپنے متبعین میں تقسیم کرتے میں ہی حقیقی خوشی محسوس کرتی۔ آپؐ جب گھر لوٹتے تو اپنی چادر جھاڑ کر خالی ہاتھ لوٹتے۔ آپؐ کی قلبی کیفیت کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہم حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کوئی ایسا مومن نہیں ہے کہ میں اس کی اپنی ذات سے اس کا زیادہ خیرخواہ نہ ہوں اس دنیا میں اور اگلے جہان میں۔ اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت اس کی تصدیق میں پڑھ لو جہاں اللہ تعالےٰ

یہ اعلان فرماتا ہے کہ یہ نبی مومنوں سے ان کی ذات سے زیادہ ان کا قریبی ہے۔ لہذا جو مومن فوت ہوجائے اور کچھ مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے قریبی ہوں گے۔ اور اگر وہ اپنے ذمہ قرض یا ضائع ہونے والی چیز چھوڑ جائے تو اس کے وارث میرے پاس آئیں کیونکہ میں ایسے شخص کا مولےٰ ہوں اور میں متوفی کا قرض وغیرہ ادا کروں گا۔ (بخاری کتاب الاستقراض)

اور اس جذبۂ ہمدردی اور شفقت کی وجہ سے آپؐ کے متبعین نے آپ سے وہ محبت اور عشق کا اظہار کیا جس کی مثال کبھی اور لیڈر میں نہیں ملتی۔ دنیاوی عشق اور قربانی کی ہزاروں داستانیں سننے میں آتی ہیں۔ بادشاہوں اور ملکوں کے لئے قربانی کی مثالیں بھی بہت سننے میں آتی ہیں لیکن جیسی بے لوث قربانی اور عشق و محبت کا نمونہ آپؐ کے صحابہؓ نے آپؐ کے لئے دکھایا اس کا لاکھواں حصہ بھی ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔ اس جگہ ان ہزاروں واقعات محبت سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ مرد و عورتیں اور بچوں نے دکھائے صرف ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

اُحد کے میدان میں ایک موقعہ پر دشمن کا پلہ بھاری ہوگیا اور اس نے سارا زور آپؐ کی ذات مقدس کو ہلاک کرنے میں لگادیا۔ اس موقعہ پر مخلصین اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ موت چاروں طرف منڈلا رہی تھی، جوانوں کی لاشیں کٹ کٹ کر گر رہی تھیں۔ تلواریں برق بن کر چمک رہی تھیں۔ کشت و خون کا عجب بازار گرم تھا۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اس وقت خدا کے رسول کے لئے جان دے۔ اس آواز پر چار صحابہؓ آگے بڑھے اور آپؐ کی حفاظت میں کھڑے ہوگئے اور لڑتے رہے اور لڑتے رہے اس جوش سے کہ موت ان کے پاس نہیں آرہی تھی بلکہ وہ خود موت کا پیچھا کر رہے تھے۔ لڑتے لڑتے آخرکار دشمن کے ایک سخت ریلا اور متواتر حملوں سے وہ گر گئے۔ جنگ ختم ہوگئی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا ان چاروں کا کیا حال ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ چاروں اپنی جانیں آپؐ پر قربان کر گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نزع کی حالت میں تھا اس کا شکستہ جسم جو خدا کے رسولؐ کی محبت کی وجہ سے خون میں لت پت تھا اسے حضورؐ کے پاس لایا گیا۔ اس آخری وقت میں جو اس نے دنیا میں گزارا اس عاشقِ رسولؐ نے خدا کے رسولؐ کے پیروں کو اپنی گود میں رکھ سینہ سے لگایا اور جان دے دی۔

آدم سے لے کر اس وقت تک عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں کی تاریخ چھان مارو۔ ایشیا میں تلاش کرو یا مشرق میں یورپ میں تلاش کرو یا امریکہ میں سفید فام میں یا سیاہ فام میں۔ اس قسم کے عشق کی مثال اور کہیں نہ ملے گی اسی لئے ایک عاشق صادق نے قادیان کی بستی سے بے اختیار یہ کہا

قاموا باقدام الرسول بغزوهم ؎ کالعاشق المشغوف فی المیدان

فدم الرجال بصدقهم وفی حبّہم ÷ تحت السیوف اریق کالقربان

آپ کے متبعین آپ کے ساتھ میدانِ جنگ میں آپ کے ارشاد پر قدم سے قدم ملاکر بڑھتے گئے گویا ایک عاشق اپنے معشوق کو ملنے جا رہا ہے۔ انہوں نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے جسموں اور دلوں کے خون قربانیوں کی طرح تلواروں کے نیچے بہا دیئے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ صحابہؓ کا یہ شدید مجنونانہ عشق کہاں سے آیا؟ یہ عشق دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی بے پایاں محبت کا ایک ہلکا سا پرتو تھا۔ ورنہ آنحضرتؐ کے اس عشق و محبت کا جو آپؐ کو اپنے صحابہؓ اور نسل انسانی سے عام طور پر تھی اس کا اندازہ لگانا بھی انسانی فہم سے بالا ہے۔ وہ صرف خدا ہی ہے جو آپؐ کے قلبِ اطہر کی صحیح کیفیت کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ اور وہ قرآن مجید میں اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اے مومنو! تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک شخص رسول خدا بن کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اسے تڑپا دیتا ہے۔ وہ تمہارے لئے ہر قسم کی خیر اور بھلائی کا ہر وقت بھوکا اور متلاشی رہتا ہے۔ اور مومن کے ساتھ تو وہ بہت ہی محبت کرنے والا اور کمال درجہ رحم سے پیش آنے والا ہے (توبہ ۱۲۸)

دوسری خاصیت اور وصف اس امریکی دانشور کے نزدیک ایک لیڈر کا یہ ہے کہ وہ اپنی قوم اور لوگوں کو ایسا معاشری نظام دے جس میں لوگ اپنے آپ کو محفوظ و مامون یقین کریں۔ جب ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ فرمایا تو ہر طرف بے چینی۔ بدامنی اور فساد کا دور دورہ تھا۔ کسی کی عزت محفوظ نہ تھی۔ کسی کا مال محفوظ نہ تھا۔ سفر میں ہر جگہ ڈاکے پڑتے تھے۔ طاقتور جو چاہتا کرتا جو ظلم چاہتا روا رکھتا۔ کوئی پرسانِ حال نہ تھا کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ لیکن آپؐ کو مدینہ میں عنانِ حکومت سنبھالے ابھی دس سال بھی نہ ہوئے تھے کہ آپؐ کے ذریعہ ساری سرزمین عرب میں امن قائم ہو گیا۔ اور قانون کی حکومت قائم ہو گئی۔ حالانکہ اسی عرب کی تاریخ بتاتی ہے کہ پچھلے کئی سالوں میں اس علاقہ میں نہ کبھی مرکزی حکومت قائم ہوئی تھی اور نہ ہی امن قائم ہوا تھا۔ قبائل کی رنجشیں دور ہو گئیں۔ انسانی جان کی عزت قائم ہو گئی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عرب اور نسل انسانی کو حجۃ الوداع میں پیغام دیا تھا۔ گویا کہ وفات پانے سے پہلے ایک وصیت فرمائی تھی۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا۔ (بخاری کتاب حجۃ الوداع)

کہ تمہارے خون۔ تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن۔ یہ مہینہ اور یہ شہر تم پر حرام ہے۔

یہ الفاظ ایک مصلح ربانی کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے کے ہیں۔ ان الفاظ سے ہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا کے دل میں انسانی جان، اس کے اموال اور اس کی عزت کی کتنی قدر و قیمت تھی۔ اور وہ ان قدروں کو کس طرح دنیا میں رائج کرنا چاہتے تھے۔ وہ کونسا مصلح ہے جس نے مرتے وقت بھی انسانی نسل کی جان مال اور عزت کی اس طرح قیمت سمجھی ہو اور اپنے ماننے والوں کے قلوب میں ایسے راسخ کر دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کی سرزمین جو قتل و غارت کا گویا گھر تھی اس میں امن قائم ہو گیا۔ اور سوائے اکا دکا واقعات کے صدیوں تک یہ امن کی حالت چلتی چلی گئی۔

تیسری خوبی جو اس امریکی ماہر نفسیات کے نزدیک ایک لیڈر میں ہونی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ وہ لیڈر اپنے متبعین کو اعتقادات و ایمانیات کا ایک مجموعہ عطا کرے۔ اس زاویہ سے اگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نگاہ دوڑائیں تو عجب ماجرا نظر آتا ہے۔ آپ نے تمام نسل انسانی کے لئے۔ تمام وقتوں کے لئے اور تمام قوموں کے لئے ایک لاثانی اور لافانی تعلیم عطا کی ہے۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ یہ کتاب کیا ہے؟ یہ مجموعہ ایمانیات و نظریات ہے۔ یہ ایسا مجموعہ تعلیمات ہے جو ابن آدم کی تمام ضرورتوں کے لئے واضح ہدایت عطا فرماتا ہے۔ دنیا کا کوئی مسئلہ جو سیاسی ہو یا اقتصادی۔ اخلاقی ہو یا عمرانی۔ مالی ہو یا لسانی۔ ایک صدی سے متعلق ہو یا اگلی صدی سے۔ اس کا تعلق مشرق سے ہو یا مغرب سے۔ امن سے ہو یا جنگ سے۔ ایک قوم کا ہو یا بین الاقوامی۔ سب مسائل کے لئے جن سے ابن آدم کبھی دوچار ہو سکتا ہو۔ اس میں بنیادی تعلیم ہدایت موجود ہے۔

اس کے علاوہ وہ امور جن کا تعلق غیب سے ہے۔ یعنی جو انسان اپنے ظاہری احساسات اور عقل سے دریافت نہیں کر سکتا۔ ان امور میں نہایت درجہ مفصل بحث کی گئی ہے۔ خدا کا وجود۔ فرشتوں کا وجود۔ قیامت کے مسائل جزا و سزا کی تفصیلات جنت و دوزخ وغیرہ امور پر اس درجہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ دنیا کی اور کسی کتاب میں ان تعلیمات کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔

تمام کائنات کا مرکزی نقطہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے جو نہایت درجہ نہاں در نہاں ہے۔ اس کی صفات اور اس کی تقدیر نہایت درجہ عمیق امور پر کمال سلاست سے تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ اور یہ سب تعلیمیں بیان بھی نہایت خوبصورت انداز میں کی گئی ہیں۔ فصاحت و بلاغت کا بے مثال نمونہ ہے۔ اور یہ سارے احکامات اور تفصیلات محض تحکم کی راہ سے نہیں دیئے گئے۔ بلکہ ہر بات دلیل و برہان سے مزین کی گئی ہے۔ اور لطف یہ کہ یہ تمام مجموعہ ۱۴۰۰ سال سے محفوظ چلا آیا ہے اور اس کا دعوٰے ہے کہ قیامت تک محفوظ چلتا چلا جائے گا۔

الغرض ان تینوں زاویہ ہائے نگاہ پر غور کرنے سے یہی نظر آتا ہے کہ عرب کے نبی امی اور ہمارے آقا ہی دراصل تمام نسل انسانی کے حقیقی سردار ہیں۔ اور آپ کی سیادت کے خوبصورت تاج پر جو آپ نے پہن رکھا ہے بڑے جلی الفاظ میں چاروں طرف یہ کندہ ہے۔ "رحمۃ للعالمین" کہ آپ کی سرداری ظلم پر مبنی نہیں۔ ظاہری طاقت پر مبنی نہیں بلکہ انصاف اور رحمت پر مبنی ہے۔ ہر ایک کی خیر خواہی پر مبنی ہے ہر ایک سے محبت پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ دشمن سے بھی شفقت کے جذبات پر مبنی ہے۔ تبھی تو حضور خود یہ اعلان فرماتے ہیں کہ انا سید ولد آدم ولا فخر کہ میں ہی تمام ابن آدم کا سردار ہوں اور یہ محض لفاظی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ ان تینوں جہات سے باقی تمام دنیا کے لیڈروں سے آگے نکل گئے۔ آپ نے تمام نسل انسانی سے کمال درجہ محبت کی اور ابن آدم کے لئے نہایت درجہ آپ کی روح گداز ہوئی۔ آپ نے دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا اور اسے قائم فرمایا۔ آپ کے مذہب کا نام ہی اسلام یعنی امن و سلامتی ہے۔ آپ نے تمام آدم زادوں کے لئے مکمل اور بہترین ہدایت کا سامان مہیا فرمایا۔ ان تینوں صفات میں علیحدہ علیحدہ بھی ہر ایک انسان سے آگے بڑھ گئے۔ اور مجموعی طور پر بھی لوگوں پر سبقت لے گئے۔ اور راشد کی گہرائی میں بھی تمام نسل انسانی کو پیچھے چھوڑ گئے اور یہ سب کام آپ نے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں سرانجام دیئے۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا۔ اور ایک نیا آسمان اور نئی زمین بن چکی تھی تبھی تو قادیان سے آپ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح یوں پکار اٹھی ؎

پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل	بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
از بنی آدم فزوں تر در جمال	در لآلی پاک تر در گوہرے
خواجہ و ہر عاجزاں را بندۂ	بادشاہ و بیکساں را چاکرے
آفتاب ہر زمین و ہر زماں	رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ جلسہ ایسا تو نہیں کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ "

(شہادۃ القرآن اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

شذرات

ہولناک زلزلہ ـــ

برادر مسلم ملک ترکی کے مشرقی علاقہ میں اس قیامت خیز موسم میں پھر زلزلہ آیا۔ ایک اطلاع کے مطابق قریباً چھ ہزار جانیں تلف ہوئیں۔ جس علاقہ میں زلزلہ آیا اس میں شدید برف باری ہے۔ زلزلہ میں تباہ حال و خانماں برباد کھلے آسمان کے نیچے سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں۔ ابھی تک موسم کی شدت کی وجہ سے بعض آبادیوں تک رسائی حاصل نہیں ہو سکی۔ ہولناکی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ۵ سیکنڈ کے جھٹکوں سے بعض گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ ایک گاؤں میں جس کی آبادی تین صد افراد پر مشتمل تھی صرف ایک عورت بچی۔

پاکستان نے بھی اپنے برادر ملک کی امداد کے لئے فوری طور پر ایک ہوائی جہاز سے ضروری سامان ارسال کیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے عوام اپنے ترک بھائیوں کی دامے درمے سخنے امداد کریں گے۔ ہمیں اس تباہی پر دلی صدمہ ہے اور ہم اپنے ترک بھائیوں کی مصیبت میں برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ
الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى

کہ مومن کی مثال باہمی ہمدردی شفقت اور غم خواری میں ایک جسم کی ہے کہ جب جسم کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

پس ہم اپنے برادر پڑوسی ملک ترکی کی مصیبت میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالےٰ مرنے والوں کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

محبت یا نفرت ـــ

کتاب "تاریخ پاکستان" بحوالہ ایف ۔ اے کے سال اوّل کے طلباء کے لئے اس سال مدون کی ہے جسے سٹینڈرڈ بک ہاؤس اردو بازار نے شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۳۴ پر "قادیانی مسئلہ کا حل" کے عنوان کے تحت جس انداز میں

جماعت احمدیہ کو مطعون کیا ہے۔ اور عزیز طلباء کو مسموم کرنے کی کوشش کی ہے یہ بات کسی استاد کو زیب نہیں دیتی۔ ۱۹۷۴ء میں جسٹس صمدانی جنہیں حکومت نے ربوہ کے حادثہ میں تحقیق کے لئے مقرر کیا تھا تحقیق کے دوران یہ فیصلہ دیا تھا۔ جسے اخبارات نے اگلے دن شائع کر دیا تھا کہ اس موقعہ پر کسی طالب علم کو شدید زخم نہیں آئے۔ ملک کی عدالت کے رولنگ کے خلاف اس کتاب میں یہ فقرہ درج ہے۔

"نشتر میڈیکل کالج کے طلباء ایک تفریحی سفر پر ربوہ سٹیشن سے گزرے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے بعض کو شدید زخمی کر دیا"

ایک غلط اور خلاف واقعہ بات کو نصاب کی کتب میں درج کر کے نہ جانے تاریخ مدوّن کرنے والوں نے کس کی خدمت کی ہے۔

خدارا سوچئے یہ ملک اسلام کے نام پر بنایا گیا ہے تو اسلامی ضابطہ اخلاق کو بھی اختیار کیجئے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ آیت ۹)

کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو انصاف کرو یہ تقوے کی راہ کے قریب تر ہے۔

استاد کا مقام بہت بلند ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی جنبہ داری سے دامن بچا کر نوخیز نسل کے دل میں الفت کے بیج بوئے نہ کہ نفرت کے۔

نظامِ خلافت

خلافت کا نظام کوئی دنیوی نظام نہیں، یہ نظام ایک روحانی نظام ہے جس کے ذریعہ افراد جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس نظام کی بنیاد عقیدت و محبت پر ہے۔ خلیفۂ وقت جماعت کا دل ہے جس کے دھڑکنے سے نبض دھڑکتی ہے۔ یہاں ہر فرد محبت کی زنجیروں جکڑا ہوتا ہے۔ یہاں ہر مرد عقیدت کے موتی خلیفہ وقت کے قدموں میں نچھاور کرتا ہے۔ یہ نظام جبر کا نظام نہیں اس کو قبول کرنے والا خوشی سے اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔ اس نظام کو نہ سمجھنے والے بعض دفعہ اس نظام کو بھی دنیوی نظام سے مشابہ سمجھتے ہیں۔ وہ نظام خلافت کو پہچانتے نہیں وہ نہیں جانتے کہ خلافت کی اطاعت کسی جبر سے نہیں کروائی جاتی۔ یہ تو محبت اور خوشحالی سے قبول کی جاتی ہے۔ نہیں جانتے کہ جماعت خلیفہ سے کس قدر پیار کرتی ہے۔ تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ کئی فتنے اٹھے لیکن

اٹھانے والوں نے منہ کی کھائی اور کسی نے انہیں منہ نہ لگایا۔ کوئی لالچ کوئی فریب جماعت کو خلافت سے برگشتہ نہ کر سکی تاریخِ احمدیت پر ایک دور ایسا بھی آیا کہ کئی جگادھری کئی خشبٌ مسندۃ کے مصداق جماعت سے الگ ہو گئے اور جدا ہوتے وقت وہ یہ کہتے تھے کہ نوے فیصد افراد ہمارے ہم نوا ہیں۔ لیکن بہت جلد کانوں نے یہ کہتے سنا کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللہ کہ کتنے چھوٹے گروہ ہوتے ہیں جو بڑوں پر غالب آتے ہیں۔ ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ کبھی یہ بھی ہوا کہ الٰہی سلسلوں کی کثرت قلت سے بدل گئی۔ اور تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ خلافت کو گنوا کر مسلمانوں نے کیا پایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ آج بھی فضاؤں میں گونج رہے ہیں کہ مجھے شہید کرنے والو! مجھ سے عزل کا مطالبہ کرنے والو! یاد رکھو میرے بعد پھر ایک ہاتھ پر جمع نہ ہو سکو گے۔ اور یہ اونٹنی جو آج دودھ دیتی ہے۔ پھر اس کے تھنوں سے خون نکلے گا۔

میں نے صحابہؓ کے حالات پڑھے ہیں اور یہ بڑا دلچسپ مضمون ہے۔ ان میں سے بہتوں نے بستر مرگ سے اپنی اولاد کو نصیحت کی کہ خلافت کا دامن تھامے رکھنا۔ خلافت سے وابستہ رہنا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان بزرگوں کی نصیحت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خلافتِ اسلامیہ سے وابستہ رکھے۔

ترقی کا ذریعہ

"سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۲۴)

قادیان کی ایک رات

— حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مرحوم کی خود نوشت سرگزشت

"سردی کا موسم تھا اور بستر میرا الکا اول اول تو گزر ہو جاتی رہی مگر جب سردی بڑھ گئی اور دوسری طرف دالان میں چق کا بستہ ہوا تو کمرہ زیادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ سردی کی شدت کے باعث مجھے رات کو نیند نہ آئی۔ کروٹیں لے کر یا بیٹھے رات گزاری۔ پچھلا پہر تھا کوئی دو بجے کا وقت ہو گا جب تھک کر میں لیٹ گیا۔ ابھی چند منٹ ہی ہوئے کہ کھڑکی کھلی اور سیدنا حضرت اقدس دالان میں داخل ہونے۔ مگر میں خلاف معمول کھڑا ہو کر سلام عرض کرنے کی بجائے سکڑا چارپائی پر پڑا رہا۔ پہلے عموماً میں کھڑکی کھلنے کی آہٹ پاتے ہی ہوشیار ہو کر کھڑا ہوا کرتا تھا۔ آج غیر معمولی کوتاہی کی وجہ سے حضور کو توجہ ہوئی۔ اور آپ نے میری چارپائی کے قریب ہو کر مجھے غور سے دیکھا اور آہستگی سے اپنی پوستین جو میری چارپائی کے اوپر کھونٹی پر لٹک رہی تھی اتار کر میرے اوپر ڈال دی۔ میں مگن پڑا رہا۔ ہلا چلا تک نہیں اور حضور اندر تشریف لے گئے۔ میں گرم ہوتے ہی گہری نیند سو گیا۔ اور پھر صبح کی اذان ہی سے جاگا۔ وضو کیا اور نماز کے لئے مسجد کو جانے کے لئے تیار تھا کہ حضرت اقدس صبح کی نماز کے واسطے اسی کھڑکی سے تشریف لے آئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھے اور فرمایا۔

"میاں عبدالرحمٰن آپ نے تکلف کر کے تکلیف اٹھائی۔ بستر کم تھا تو کیوں ہمیں اطلاع نہ دی۔ شرط موت کی لگانا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا ٹھیک نہیں۔ دو چار روز کی بات ہو تو اجنبیت انسان نباہ سکتا ہے۔ مگر عمر کی بازی لگا کر تکلف و اجنبیت میں پڑے رہنا باعث تکلیف ہوتا ہے جب آپ نے گھر بار چھوڑا۔ ماں باپ چھوڑے۔ وطن اور قبیلہ چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں مگر جب تک ہمیں اطلاع نہ ہو ہم معذور ہیں کیا کر سکتے ہیں۔" (مفہوم بالفاظ راقم)

میں نے ندامت سے گردن ڈال دی سر جھکا دیا اور مجسم صورت سوال ہی بن کر رہ گیا۔

صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی حضرت نے حافظ حاجی حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو یاد فرمایا وہ

حاضر ہوئے حکم دیا کہ میاں عبدالرحمٰن کے پاس بستر نہیں۔ ان کو آج ہی بستر تیار کروا دیں۔ ان کو ساتھ لے جائیں
جیسا پسند کریں ویسا ہی بنوا دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس پہننے کے لئے کپڑے بھی کم ہیں۔ ایک دو
جوڑے بھی حسب ضرورت بنوا دیں۔ حکم کا ملنا تھا کہ حضرت حکیم صاحب نے مجھے بازو سے پکڑ لیا اور ساتھ
لئے پھرے۔ موسم سرما کی وجہ سے دکان کے کھلنے میں دیر تھی۔ خاص آدمی بھیج کر لالہ ... رام کو بلوایا۔ دوکان
کھلوائی اور مجھے کپڑے پسند کرائے۔ عمر بھر میں میرے لئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ میرے لباس بستر کا
بنانا میری مرضی و پسند پر رکھا گیا۔ اس سے قبل ماں باپ اپنی مرضی و پسند کا بنواتے اور پہناتے تھے اس لئے
مجھے اپنی مرضی و پسند کا کوئی علم نہ تھا۔ حضرت حکیم صاحب کو حکم تھا اور اسی کی وہ تعمیل کرانا چاہتے تھے۔
کئی کپڑے میرے سامنے لائے گئے۔ اور ہر بار مجھ سے پوچھا گیا مگر میں نے ایک ہی چپ سادھ رکھی تھی
بار بار کے تقاضوں سے کچھ یاد آ کر میرا دل بھر آیا۔ اور میں زار و قطار رونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت
حکیم صاحب موصوف نے مجبور ہو کر خود ہی بہترین کپڑے بہترین بستر کا انتظام کر کے فوری تیاری کی تاکید کر دی۔
اور میری دلجوئی کرتے ہوئے واپس ساتھ لے آئے۔ شام سے پہلے نہایت اچھا بستر تیار ہو گیا جو رات کو
حضرت نے بھی دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔ کپڑے بھی دوسرے تیسرے دن مل گئے۔

سیدنا حضرت اقدس اکثر نصف رات کے بعد ڈیڑھ دو یا اڑھائی بجے کے قریب نماز تہجد کے لئے
آیا کرتے اور اگرچہ حضور نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں تشریف لاتے۔ نہایت آہستگی سے کھڑکی کھولتے
مگر میں عموماً حضور کی تشریف آوری پر چوکس ہو جایا کرتا۔ چند مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ میں جاگنے کے بعد پھر سو گیا
اور اذان کی آواز بھی مجھے بیدار نہ کر سکی۔ تو حضرت نے صبح کی نماز کے واسطے آتے ہوئے مجھے بھی
جگا دیا۔

اس زمانہ کی یاد سے میرے دل پر ایک نہایت گہرا اور پائیدار اثر یہ بھی ہے کہ حضور پر نور
نہایت محنت کش واقع ہوئے تھے۔ علاوہ تحریر و تصنیف کے سخت دماغی کام کے عموماً حضور اپنے سارے
ہی کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ دوسروں کے کام بھی کر دیا کرتے تھے۔
حضور بڑے شب بیدار تھے۔ عشاء کے بعد بہت دیر تک میں جاگتا۔ مجھے انتظار ہوتی کہ حضور تشریف
لائیں گے۔ کیونکہ حضرت کا معمول تھا کہ وہ ایک مرتبہ ضرور پہلے حصہ رات میں بھی اوپر تشریف لایا
کرتے تھے۔ میں نیند سے مغلوب ہو کر سو جاتا۔ اور حضور موم بتیاں جلا کر لکھنے میں مصروف رہتے۔ پھر میں
ابھی غلبہ نیند سے خراٹے بھرا کرتا تھا کہ حضور بیدار ہوتے تھے۔ خدا ہی جانے کہ حضور سوتے کس وقت
تھے۔ میں نے حضور کو اتنا قریب رہ کر بھی جب دیکھا جاگتے ہی دیکھا۔ خدا کے پیارے مسیح اور مقرب رسول

سیدنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و احسان کے واقعات پیاری ادائیں اور دلربا روحانی باتیں بے شمار بے اندازہ اور ان گنت ہیں۔ جو رہتی دنیا تک بیان ہوتی رہیں گی اور پڑھی سنی جاتی رہیں گی۔ ہر دوست ہر مرید اور ہر خادم و غلام کے ساتھ حضور کے ایسے گہرے روحانی تعلقات تھے کہ ہم میں ہر ایک یہی سمجھتا کہ جتنا تعلق محبت و مروّت انعام احسان و کرم حضور کو مجھ سے ہے۔ دنیا میں کسی دوسرے سے نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر عقیدت کیش آپ کے لئے انتہائی قربانی تک کے لئے ہر وقت تیار و کمربستہ رہتا۔"
(اصحاب احمد جلد نہم ص۲۴۸، ۲۴۹)

خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنادے

"خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے۔ گویا مر گئے۔ کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا اور گزشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنادے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اُسی کے اِذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلّی سے دشمنی کی۔ ان کے ہاتھ میں بجز قصوں کے اور کچھ نہیں۔"
(کشتی نوح ص۱۴۰)

الاحکام تحت ظلال القرآن

(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ)

نکاح اور قولِ سدید

سوال :۔ اگر نکاح میں لڑکی کی عمر اصل عمر سے کم بتائی گئی ہو تو بصورت طلاق خاوند پر حق مہر وغیرہ کے کیا حقوق ہوں گے ؟

جواب :۔ مذکورہ صورت میں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ مالی حقوق (مہر وغیرہ) کا فیصلہ باہمی سمجھوتہ یا قضاء عدالت کے ذریعہ کیا جائے۔ عام حالات میں مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی کیس میں غیر معمولی دھوکہ اور فریب سے کام لیا گیا ہو۔ مثلاً عورت کو تندرست بتایا گیا ہو، حالانکہ وہ مرض دق کے آخری مرحلہ میں تھی، یا عمر میں غیر معمولی تفاوت ہو۔ مثلاً ۲۵ سال عمر بتائی۔ حالانکہ اصل عمر ۵۵۔ ۶۰ سال سے کم نہیں۔ غرض دھوکہ و فریب کی صورت ایسی ہو کہ عورت یا مرد تعلقات زن و شوئی کے لحاظ سے بالکل نا اہل اور لا علاج ہو۔ تاہم اس قسم کے تنازعات کا آخری فیصلہ یا تو باہمی سمجھوتے سے ہو سکتا ہے یا پھر قضا اور عدالت سے فیصلہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نکاح اور بلوغت

سوال۔ کیا نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے کا نکاح درست ہے

جواب :۔ ہمارے نزدیک اگرچہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح جائز ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ رخصتانہ کے لئے بلوغت کی شرط مقرر کر دی جائے۔ تاکہ خیار بلوغ کے حق کی حفاظت زیادہ بہتر طریق سے کی جا سکے۔ پس نکاح بمعنی رخصتانہ کے لئے قرآنی آیت حتّٰی بلغوا النکاح اور حدیث نبوی لا ضرر ولا ضرار کے مطابق بلوغ کو شرط قرار دینا ضروری ہے۔ تاکہ عورت کے حق خیار بلوغ اور اس کی صحت کی حفاظت کی جا سکے۔ اور وہ ہر قسم کے ضرر سے محفوظ رہے۔

بلوغت کی عمر ہر علاقہ کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ احکام الاحوال الشخصیہ میں لکھا ہے :

مذهب الجمهور جواز تزويج الصغير مطلقاً سواء اطاقت الوطء ام لم تطقه ولكن لا تسلم الى زوجها قبل الاطاقة فلا يجبر الولى على تسليمها اليه وله مع ذالك طلب ما استحق من مهرها من الزوج لانه دين فى ذمته (ص۹۵)

یعنی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نابالغہ کا نکاح درست ہے۔ خواہ وہ مباشرت کے قابل ہو یا نہ ہو۔ لیکن اس کا رخصتانہ اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ وہ مباشرت کے قابل یعنی بالغ نہ ہو جائے۔ تاہم وہ خاوند سے مہر وصول کرنے کی مستحق ہے۔ کیونکہ مہر نکاح کے ساتھ ہی خاوند کے ذمہ واجب الادا قرض قرار پاتا ہے۔

سوال:۔ اغراض نکاح کے لئے بلوغت کی عمر کیا ہے؟

جواب:۔ نکاح کی اغراض کے لئے بلوغت کی عمر شرعی لحاظ سے ایام ماہواری یعنی خون حیض کا شروع ہونا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کسی حد تک ایک مخفی امر ہے۔ بعض اوقات اس پر انحصار مشکلات کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ اس لئے علماء امت نے اس میں اجتہاد کے دروازہ کو کھلا مانا ہے۔ اور تسلیم کیا ہے کہ قرائن کے پیش نظر اور ملکی حالات کے اعتبار سے سالوں میں بھی بلوغت کی عمر کی کوئی حد مقرر کی جا سکتی ہے تاکہ عدالتی اور قضائی فیصلوں میں آسانی اور یکسانی پیدا ہو سکے۔ اس لحاظ سے حکومت کی مقرر کردہ عمر بلوغت کی تعیین کو ہم علی الاطلاق خلاف شریعت نہیں کہہ سکتے۔

نکاح اور لڑکی لڑکے کی رضامندی

سوال:۔ لڑکی یا لڑکے کو اپنی شادی میں انتخاب کا حق کہاں تک حاصل ہے۔ یہ انتخاب وہ کس بناء پر اور کس طرح کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ شادی کے معاملہ میں لڑکی اور لڑکے کی طرف سے اظہار رضامندی کے لئے مناسب شرم و حیا معروف مشرقی انداز ہے اور اسے اسلام نے بھی پسند کیا ہے۔ تاہم قانونی طور پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کو پورا پورا حق ہے کہ وہ اپنی تسلی کے لئے جس رنگ میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صحت نکاح کے لئے لڑکی اور لڑکے دونوں کی رضامندی ایک ضروری شرط ہے۔

۲:۔ اصل یہ ہے کہ انتخاب میں دینداری اور حسن سیرت کو دیکھنا چاہیے۔ اس کے بعد لیاقت، سلیقہ، شکل و [illegible] حسب نسب ہے۔ مالی حالت بھی قابل توجہ اور اہم امور میں سے ہے۔ ترجیح بہرحال امر اول کو ہے لیکن

اگر کسی میں پہلی خوبی نہ ہو۔لیکن دوسری خوبیاں ہوں تو رشتہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔لیکن اگر پہلی خوبی ہو اور باقی خوبیوں میں سے کسی میں کمی ہو تو اس کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔

۳۔انتخاب کے لئے شنید۔ماں باپ اور دوسرے ہمدردوں سے مشورہ۔لڑکی لڑکے کا ایک دوسرے کو دیکھ لینا بھی صورتوں کی اجازت ہے۔پوری تسلی کے بعد فیصلہ کرنا چاہیئے۔

نکاح اور لڑکی کی رضامندی۔

سوال۔ کیا لڑکی اور لڑکے کی پسند یا رضامندی کے بغیر والدین زبردستی رشتہ کر سکتے ہیں۔اور اگر زبردستی کریں تو لڑکی یا لڑکے کیلئے کونسی راہ ہے؟

جواب:۔اصل حکم یہی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی پسند کے مطابق رشتہ کیا جائے۔اس بارہ میں والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے زبردستی درست نہیں۔

صحتِ نکاح کے لئے عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

عورت کی مرضی کے بغیر اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔اسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ والدین جہاں چاہتے عورت کی شادی کر دیتے۔اس کی مرضی کا اس میں ذرا دخل نہیں ہوتا تھا۔اور عورت کو ان کی بات ماننی پڑتی تھی۔ مسلمانوں نے اس زمانہ میں اگرچہ یہ حق تلف کر دیا ہے۔مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلامی تعلیم ناقص ہے۔اسلام نے یہاں تک کہا ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر اگر کوئی شادی ہو تو وہ باطل ہے۔

(تفسیر سورۃ الکوثر صفحہ ۳۲۴)

سوال۔میرا نکاح جبراً کسی سے کر دیا ہے۔مجھے یہ رشتہ پسند نہیں۔کیا جبراً نکاح کی وجہ سے مجھ پر کوئی پابندی عائد ہوتی ہے؟

جواب: جبر کا نکاح شرعاً اور قانوناً کالعدم ہے۔اور ایسے نکاح سے انسان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ اور نہ جبر کے ماتحت منوائی گئی شرائط کا انسان پابند ہوتا ہے۔پس جب آپ کے بیان کے مطابق نکاح ہی کالعدم ہے تو طلاق کے کیا معنے۔ہاں قانونی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے مثلاً نکاح کا تحریری ثبوت موجود ہے۔تحریراً یا قولاً طلاق دینے میں کوئی امر مانع نہیں۔

میں کیونکر احمدی ہوا

ایک دوست نے مدیر کے نام لکھا کہ رسالہ میں قبولیت احمدیت کے واقعات دیئے جایا کریں تا رسالہ کی دلچسپی قائم رہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں دو مضمون اس ضمن میں موصول ہوگئے ہیں۔ امید ہے احباب اس عنوان پر مزید مواد بھجوائیں گے۔ (ایڈیٹر)

مکرم و محترم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم انصاراللہ لاہور

میرا نام نصیر احمد ہے اور میں آرائیں برادری سے تعلق رکھتا ہوں۔ موضع رسول پور کلاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر کا مہاجر ہوں۔ قیام پاکستان کے بعد موضع باغ ضلع جھنگ میں زرعی زمین الاٹ ہوئی۔ مگر خاکسار بسلسلہ کاروبار لاہور میں ہی رہا۔ میرے دو بڑے بھائی صاحبان چوہدری نذیر احمد صاحب ڈائریکٹر سٹیٹ بنک اور چوہدری رشید احمد صاحب بوجہ گورنمنٹ سروس کراچی میں مقیم تھے۔ والد صاحب محترم تقسیم ملک کے بعد داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ اور مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے آمین۔

اس مختصر سے ذاتی تعارف کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ احمدیت کی بیش بہا نعمت مجھے کیسے میسر آئی۔ سو عرض ہے کہ ۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو میرے ایک دوست مکرم چوہدری ضیاء الحق صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ ان کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں۔ درد گردہ کی وجہ سے وہ مجھے موٹر چلانے کی غرض سے اپنے ہمراہ ربوہ لے گئے۔ تقریباً ۲½ بجے ہم وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک لمبی قطار حضرت میاں صاحب کے آخری دیدار کے لئے لگی ہوئی ہے۔ بعد اجازت میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا جب میری پہلی نظر حضرت میاں صاحب موصوف کے چہرہ پر پڑی۔ تو میں بے حد متاثر ہوا۔ کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی میت کا ایسا مطمئن نورانی چہرہ دیکھا تھا۔ باہر آکر میں نے کہا کہ یہ ایک نہایت برگزیدہ ہستی ہے۔ اسی اثناء میں مسجد مبارک میں اذان ہوئی۔ اذان کے الفاظ وہی تھے۔ جو ہم بچپن سے سنتے آئے تھے۔ مسجد میں نماز کے لئے جانے لگا تو مجھے خوف طاری ہوا۔ کہ کہیں میں کافر اور مرتد نہ ہو جاؤں۔

پھر جرأت کر کے بغرضِ تحقیق اندر چلا گیا۔ نماز میں کوئی فرق نہ پا کر مسرت ہوئی۔ حالانکہ اکثر یہ بتایا جاتا تھا کہ مرزائیوں کی نماز، کلمہ اور قرآن مختلف ہے۔ صرف نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کی گئی۔ مجھے بتایا گیا کہ تمام نماز دعا ہی ہے۔ اور دعا کا اصل وقت نماز میں ہی ہوتا ہے۔

واپسی پر میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ احمدی تو سچے مسلمان ہیں۔ ہم یونہی ان کو کافر وغیرہ سمجھتے رہے ہیں۔ جس پر میرے خاندان میں ایک شور قیامت برپا ہو گیا۔ چونکہ مجھے بھی مذہب سے جذباتی لگاؤ نہ تھا اس لئے میں نے بھی بے رغبتی ظاہر کر دی۔ اور وہ خوش ہو گئے۔ اسی طرح کافی عرصہ گذر گیا۔ ربوہ سے نصرت گرلز ہائی سکول کے ہیڈ چوہدری علی اکبر صاحب میری دوکان پر سامان سائنس کی خریداری کے لئے تشریف لاتے رہے۔ میں ان کے اخلاق و اطوار سے بدستور متاثر ہوتا رہا۔ مئی ۱۹۶۹ء میں میری طبیعت سخت بے چین سی رہنے لگی۔ حالانکہ نہ مجھے مالی اور نہ ہی کسی اور قسم کی پریشانی درپیش تھی۔ اتفاقاً میں اپنے دوست ضیاء الحق صاحب کو ملنے گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب پڑھ رہے تھے جس کا کچھ حصہ انہوں نے مجھے بھی سنایا۔ پھر حضور کا منظوم کلام بھی سننے کا اتفاق ہوا۔ تو میری طبیعت کو سکون حاصل ہوا۔ پھر تو میں روزانہ ہی ان کے پاس چلا جاتا۔ اب میں بھی دعائیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طلب گار رہا۔ آخر میری سچی تڑپ بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو گئی۔

ایک رات میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور حضور کے چہرہ مبارک سے چاند کی سی نورانی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ بیدار ہوتے پر جب آسمان کی جانب میں نے نظر اٹھائی تو چاند دکھائی دیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس کی شعاعوں اور خواب میں حضرت کے چہرہ مبارک کی نورانی شعاعوں میں بڑی مشابہت پائی۔ اس کی تعبیر مجھ پر یوں واضح ہوئی کہ حضرت نبی پاک سراج منیر ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام قمر ہیں۔ جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا ہے۔ اس خواب اور اس کی پیاری تعبیر سے میرا دل بڑی تسکین پا گیا۔ اور مجھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کھل گئی۔

میں نے اپنا یہ خواب اس کی تعبیر اپنی اہلیہ محترمہ کو سنائی اور ساتھ اپنا دو ٹوک فیصلہ بھی سنا دیا۔ کہ میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مامور سمجھتا ہوں۔ اب چاہے ساری دنیا ایک طرف ہو جائے میں اپنا فیصلہ ہرگز نہ بدلوں گا۔ اس کے بعد میرے خاندان میں ایک زبردست ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بڑے بڑے علماء کو بلایا گیا مجھے ان کے پاس لے جایا گیا۔ رشتہ داروں نے باہم مل کر سمجھانے کی کوشش کی۔ والدہ صاحبہ نے نافرمان کہہ کر پکارا۔ حالانکہ سوائے دینی باتوں کے ان کے ہر حکم پر ہمیشہ سر تسلیم خم کرتا رہا ہوں۔ اور اب میں

پہلے سے بھی زیادہ فرمانبردار ہوں۔ ان سب کوششوں کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے استقامت بخشی اور بالآخر اسی کی توفیق سے میں دس اکتوبر ۱۹۶۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا۔ فالحمد للہ وما توفیقی إلّا باللہ۔ بیعت کرنے سے پہلے اور بعد کی روحانی کیفیت میں میں نے زمین وآسمان کا فرق پایا۔ فی الواقعہ انشراح صدر سے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جانا خداوند کریم کا عظیم الشان انعام و اکرام ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیعت کا سنکر محترم بڑے بھائی جان کا حکم ملا کہ بمعہ بیوی بچوں کے کراچی پہنچو۔ تعمیل ارشاد ہوئی۔ اخی المکرم نے ہرچند سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ خاندان کی عزت کو بٹہ نہ لگائیں۔ دماغی مریض سمجھ کر ڈاکٹر بلا لئے گئے۔ مجھ سے بیعت شرائط دریافت ہوئیں۔ محترم بھائی جان نے فرمایا کہ اگر تم تھوڑا سا جھوٹ بول دو تو کیا ہرج ہے۔ خاندان میں دوبارہ زندگی کے آثار نمودار ہو سکتے ہیں۔ مگر میں شرائط بیعت میں پڑھ چکا تھا کہ جھوٹ سے بکلی مجتنب رہوں گا۔ آخر تعلقات خراب نہ ہونے کا حل تلاش ہونے لگا۔ تبلیغ پر پابندی لگی۔ گھر میں احمدیت کا لٹریچر نہ لانے کا ارشاد ہوا۔ مگر میں نے عرض کی کہ انشاء اللہ العزیز میرا عمل ہی تو نہ بنی تبلیغ کا کام کرے گا۔ بھائی جان قدرے نرم ہو لئے۔ غرض محبت اور ناراضگی کے ملے جلے جذبات سے محترم بھائی جان سے رخصت ملی۔ گھر والے منتظر تھے کہ معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو چکا ہوگا۔ اور کہ میں احمدیت سے تائب ہو گیا ہوں گا۔ مگر میری اہلیہ محترمہ کے بتانے پر تمام رشتہ دار مایوس ہو گئے۔

دوسری طرف میرے سسرال والے بھی الگ پیچ و تاب کھانے لگے۔ اور فیصلہ فرمایا کہ میرا بارہ سالہ پرانا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ میری بیوی کو اپنے ہاں لے گئے۔ باوجود اس کے کہ بیوی بچوں سے میرا سلوک مثالی گردانا جاتا ہے۔ بچوں کو بھی میری والدہ محترمہ ان کے پاس ہی چھوڑ آئیں۔ میں نے ہرچند عرض کی کہ بوجہ خیال خام فساد کا موجب تو میرا ہی وجود ہے۔ مجھے ارشاد کریں کہ میں گھر سے نکل جاؤں۔ باقی افراد خاندان تو سکھ سے بسیں۔ مگر شنوائی کہاں۔ سسرال والوں نے اشتہار چھپوائے۔ اور رسالوں میں مضمون دیئے۔ تعویذوں کا جادو چلایا۔ لالچ کا طعمہ دیا۔ مگر خدا کے فضل سے مجھے یہ سب کچھ برداشت کرنے کی توفیق ملی۔

ازاں بعد میری مزید تربیت ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی صدر جماعت احمدیہ کرشن نگر نے اس رنگ میں فرمائی کہ میرے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے موزوں الفاظ میسر نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا درس، احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس سننے کا موقعہ ملا۔ روحانی پرواز کے لئے بال و پر ملنے آنے شروع ہوئے۔ جماعت کے اخلاق فاضلہ اور کردار نے میری ایمانی پختگی کے لئے کھاد کا کام کیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

جلسہ سالانہ پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مومنوں جیسی شکل بنانے کی تلقین فرمائی۔ تو اسلامی شعائر داڑھی کو اپنانے کی توفیق ملی۔ غرض اس عاجز نے تقوے کی باریک راہوں پر قدم مارنے کا عزم صمیم کیا ہوا ہے اور سجدہ میں گر گر تضرع سے اس قادر و توانا سے ہمت مانگی۔ میری تربیت میں ملک صاحب موصوف نے وافر حصہ پایا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

گھر والوں کے سلوک سے میں دل برداشتہ نہیں ہوں طریق ایراد پر حسن ظنی کرتا ہوں۔ ان کا عمل نیک نیتی پر مبنی ہو گا۔ البتہ میری نیک نیتی اور صبر بھی ضرور رنگ لائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ وہ وقت قریب ہے جب وہ میری اللہ ادنے قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ میرے پاس تو نیک سلوک کا ہی حربہ ہے اور حتی الوسع حقوق العباد ادا کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ اور اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق سے

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

وہ میری ذات کی مخالفت تو بے شک کریں۔ مگر کاش احمدیت کی مخالفت سے اجتناب کریں۔ یہ سودا بہت گراں پڑتا ہے۔ ع آزمودہ را آزمودن جہل است

کیونکہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ ہر بار روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ قبلہ والد صاحب مرحوم و مغفور کی نیکیاں ہی بطور صلہ مجھے احمدیت کے روپ میں نصیب ہوئی ہیں۔ احمدیت نہ ہی علم سے اور نہ ہی دولت سے ہاتھ لگتی ہے بلکہ بفضل ایزدی اور نیک فطرت سے۔ اس عاجز کے لئے ہر نیک احمدی ایک نیک نشان کا درجہ رکھتا ہے۔ کاش ہمارے غیر از جماعت احباب ٹھنڈے دل سے اور تعصب کی عینک اتار کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا جائزہ لیں اور دعاؤں کے ذریعہ صراطِ مستقیم کے طلب گار ہوں سے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

احباب جماعت مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ عملی طور پر مجھے احمدیت کا صحیح اور جاذب نظر نمونہ پیش کرنے کی توفیق بخشے۔ میں حضرت مہدیٔ زماں کے درختِ وجود کی سرسبز شاخ بنوں۔ تا

یہ عاصی بھی کہہ سکے ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق ملے ثابت قدمی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھوں اور ابتلاء اور آزمائش سے محفوظ رہوں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت پر کمربستہ اور چوکس رہوں۔ خلافتِ حقہ کے ٹھنڈے سایہ سے وابستہ رہوں۔ احمدیت کی بدنامی کا موجب نہ بنوں۔ ظاہری پریشانیاں میرے لئے رحمت کا موجب ہوں۔ اور میرا انجام بخیر ہو آمین۔ ✦

ہر مشکل کے وقت خدا کے آستانہ پر گرو

"تم راستباز اس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۲۸)

حضرت امام بخاری کا مسلک

مکرم شیخ عبد القادر صاحب محقق لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں:۔

"امام بخاری ہم احادیث کی تصحیح، ان میں موافقت پیدا کرنے اور تنقید اور ان کے راویوں کی تفتیش کرتے تھے شدید اہتمام کرنے کے باوجود اس تناقض کو دور کرنے سے عاجز آگئے جو صحیح حدیثوں میں پایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔ پھر کوئی بھی اس کام کو پورا کر کے اس کی تلافی نہ کر سکا۔ کیا تو معراج کی احادیث کو نہیں دیکھتا کہ کس طرح ان میں بڑے بڑے اختلاف پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اس طرف بڑھ گئے ہیں کہ معراج بیداری میں ہوا تھا۔ اور بعض اس طرف کہ وہ ایک رؤیا صالحہ تھی۔ پس تدبر کر اور خفتہ لوگوں میں سے نہ ہو۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ہم احادیث کی طرف استخفاف اور توہین کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ہم تو ائمہ حدیث کے شکر گزار ہیں اور ان کی کوششوں کی تعریف کرتے ہیں۔ بے شک احادیث کی بلند شان ہے اور وہ تاریخ اسلام اور اکثر مسائل دینیہ اور ان کی جزئیات کی حامل ہیں۔ ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں اور انہیں دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں قرآن کریم پر مقدم قرار نہیں دیتے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶)

"ازالہ اوہام" میں "افادات البخاری" کے عنوان کے تحت بتاتے ہیں کہ کس طرح امام بخاریؒ نے متعارض روایات کو پیش کر کے اصل حقیقت کی طرف اشارات کئے ہیں۔ "مس شیطان سے مریم اور ابن مریم ہی پاک ہو سکتے ہیں"۔ اس مضمون کی حدیث لائے ہیں۔ اور پھر دوسرے نیکو کاروں کے مس شیطان سے محفوظ ہونیوالی

روایات لائے ہیں تقابلی مطالعہ کیجئے۔ حضور فرماتے ہیں۔ پہلی حدیث کو

" متصلاً دوسری حدیثوں کے ساتھ ذکر کر کے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے

کہ ابن مریم سے مراد ہر ایک وہ شخص ہے۔ جو اس کی صفت اور رنگ میں ہو۔"

اس بیان کے آخر میں فرمایا۔

" عمیق نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بزرگ بخاری نے خود اشارہ کر دیا ہے کہ ابن مریم اور اس کی والدہ سے مراد ہر ایک ایسا شخص ہے جو ان دونوں کی صفتیں اپنے اندر جمع رکھتا ہو۔ فلا تناقض ولا تعارض " (صفحہ ۱۰۹، ۲۰۲)

اس وضاحت سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری کا فن "تصریف روایات" ہے۔ اس طریق سے امام بخاری رح تنقید، تصحیح، مدافعت اور وضاحت کے لئے لطیف اشارات کرتے ہیں۔ بخاری شریف کے فہم کے لئے ان اشارات کا ادراک لابدی اور ضروری ہے۔ مثلاً امام بخاری وفات مسیح کے قائل ہیں ان کے نزدیک آنے والا مسیح اور ہے اور اسرائیلی مسیح اور۔

اسی نقطۂ نظر سے ازالہ اوہام میں "افادات البخاری" کے تحت بخاری کی احادیث کو ایک سلک میں پرو کر پیش کیا گیا۔ اس طریق سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام موصوف وفات مسیح کے قائل اور مثیل مسیح کے نزول کے ماننے والے ہیں۔ اسی نہج پر گزشتہ مضمون میں ہم نے کذبات ثلاثہ والی حدیث پر امام بخاری کا اپنا موقف پیش کیا ہے۔

" تصریف روایات " کے ذریعہ امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ کذبات ثلاثہ والا قول فرمودۂ رسول نہیں۔ ورنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں عذر ت نہ ہوتا۔ کذبات ثلاثہ کا ذکر ہوتا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور غیر مرفوع حدیث لا کر یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رض کا فقرہ ہے فرمودۂ رسول نہیں ہے۔ فی الجملہ قرآن حکیم نے جس پیغمبر کو صدیقاً نبیا کہا ہے وہ اس الزام سے بری ہے۔ یہ ہم آج نہیں کہتے بلکہ امام بخاری رح کا بھی موقف تھا۔

ایک وقت ایسا بھی تھا کہ

وان من اهل الكتاب سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ استدلال کرتے تھے کہ مسیح کی آمد ثانی کے بعد سارے اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رض کے رجوع کی طرف ترتیب روایات میں اشارہ موجود ہے۔

کتاب الانبیاء میں نزولِ مسیح کی حدیث اور حضرت ابوہریرہؓ کے استدلال کا اشارہ پہلے درج فرمایا۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ سے ہی تین روائتیں لائے ہیں جس میں نزولِ مسیح کے ساتھ امامکم منکم کا اضافہ ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلے عقیدے سے رجوع کر لیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"ابتدا میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکا لگا ہوا تھا۔"

سیاق عبارت یہ ہے۔

"وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۴)

بعد میں آپ نے یہ استدلال چھوڑ دیا اور امامکم منکم کے حقیقی معنے سمجھ گئے۔ اس رجوع کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ؛

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

(قسط نمبر ۶)

مندرجہ ذیل احباب نے ۳۰۰ یا ۳۰۰ سے زائد رقوم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کی ہیں فجزاھم اللہ تعالےٰ۔ ان سب احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر سنگ مرمر کی یادگار تختی پر کندہ کرائے جائیں گے۔

۱۔ عبدالکریم صاحب و محمود احمد صاحب منجانب والدین مرحوم ماسٹر کریم الدین صاحب و اہلیہ صاحبہ سیالکوٹ شہر ۴۰۰ روپے

۲۔ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب آف انڈونیشیا حال وارڈ نمبر ۲ ضلع لیہ ۳۰۰ "

۳۔ مکرم مرزا محمد حسین صاحب پی۔ ای سی ایچ ایس۔ کراچی ۳۰۰ "

۴۔ مکرم رانا مبارک احمد صاحب منجانب رانا محمد یعقوب صاحب (والد) فرید روڈ بہاولپور شہر ۳۰۰ "

۵۔ مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب گلشن اقبال کراچی ۳۰۰ "

۶۔ مکرم ڈاکٹر میجر عبدالحق صاحب ملک، اسلامیہ پارک لاہور ۳۰۰ "

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا

کا

تیسرا انصار اللہ کا کامیاب اجتماع

(مرتبہ صفی الرحمٰن صاحب خورشید مبلغ نائیجیریا)

خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین سال سے انصار اللہ کا سالانہ اجتماع مختلف جگہوں پر بڑی کامیابی سے منعقد ہو رہا ہے۔ امسال ONDO STATE کے ایک اہم شہر ILE IFE میں مورخہ ۲ اور ۳ / اخاء / اکتوبر ۱۹۷۶ء (۱۳۵۵ ہش) کو بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جہاں ایک طرف مرکزی طریق کار کا تتبع ہوتا ہے۔ وہاں انصار اللہ کی تنظیم مختلف جماعتوں میں متعارف ہوتی ہے۔

مورخہ ۲ / اخاء / اکتوبر ۱۹۷۶ء کو مکرم و محترم محمد اجمل صاحب شاہد امیر جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا دوسرے احباب کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ اور مختلف علاقوں کے احباب بھی اس بابرکت اجتماع پر شمولیت کے لئے قبل دوپہر وہاں پہنچنا شروع ہو گئے۔

اجتماع سے قبل وہاں کے چیف جنہیں یوربا علاقہ کے مورث اعلیٰ سمجھا جاتا ہے کو قرآن مجید پیش کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں محترم امیر صاحب نے معہ احباب جماعت ایک بڑی شاندار تقریب میں اس کو حال ہی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ مقامی زبان یوربا کا ترجمہ قرآن مجید بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم امیر صاحب نے ان کو جماعت اور اس کی تبلیغ اسلام کی عالمگیر مساعی سے متعارف کرایا۔ مکرم چیف صاحب نے جوابی تقریر میں اس عظیم تحفہ کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا اس سے ان کو اور ان کے کونسلرز کو اسلامی تعلیمات سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اس تقریب کی خبر اور فوٹو یہاں کی اخبار میں شائع ہوئے۔

ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد پہلے اجلاس کی کارروائی محترم امیر صاحب کی زیر صدارت

محترم مولوی سید عزیز احمد شاہ صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی ۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے علم احمدیت اور علم نائیجیریا کے لہرانے کی تقریب ادا کی۔ اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ جناب الحاج ککوئی صاحب نے انصار اللہ کا عہد دوہرایا۔

محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ باوجود انتہائی مشکلات کے روز افزوں جماعت ترقی پذیر ہے۔ آپ نے بتلایا کہ جماعت کو ایک بڑی شاندار کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حال ہی میں مقامی زبان یوروبا میں قرآن مجید کی اشاعت ہے۔ جو کہ اس زبان کے بولنے والوں کے لئے اور خدائی احکام کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ آپ نے احباب جماعت کو اس بات کی تلقین فرمائی کہ وہ نہ صرف اپنی بلکہ اپنی اولادوں کی بھی تربیت ایسے رنگ میں کریں کہ وہ اسلام اور احمدیت کے لئے مفید وجود بن سکیں۔ اسی طرح آپ نے قرآن مجید کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف خاص طور پر احباب کی توجہ مبذول کرائی۔

زعیم اعلیٰ انصار اللہ نائیجیریا نے اپنی تقریر میں تمام موجود احباب کو یہ تلقین کی کہ وہ نہ صرف خود بلکہ اپنی اولادوں کو اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے روشناس کرائیں۔ اور ان کو اسلام اور ملک کے لئے مفید وجود بنائیں۔ دعا کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اس کے بعد کھیلوں کے پروگرام میں رسہ کشی کا مقابلہ ہوا جس میں Ife اور اباداں سرکٹس کے انصار علی الترتیب اوّل و دوم رہے۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد خاکسار صفی الرحمٰن نے درس حدیث دیا جس میں کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ کی تشریح بیان کی۔

رات کو آخری اجلاس میں تقریری مقابلہ ہوا جس میں بیس انصار نے شرکت کی اور مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ جن میں "قرآن کریم زندہ کتاب"۔ "خاتم النبیین کے حقیقی معانی" اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان شامل تھے۔ اس مقابلہ میں معلم بدر قادری اور مسٹر بالوگن صاحب آف ابادان اول و دوم قرار پائے اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ ۳ر اخاء (اکتوبر) کا پروگرام نماز تہجد سے شروع ہوا جو کہ مکرم سید عزیز احمد شاہ صاحب نے پڑھائی اور نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید بھی آپ ہی نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کا دیا۔

آخری اجلاس سے قبل محترم امیر صاحب نے Ife مسجد کے عقب میں احباب جماعت کی موجودگی میں مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس غرض کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی اور معقول رقم احباب جماعت

نے اس موقعہ پر پیش کی.

اختتامی اجلاس:۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترم امیر صاحب کی زیر صدارت محترم شاہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس اجلاس میں محترم الحاج اسے۔جی کُکوئی زعیم اعلےٰ انصار اللہ نائیجیریا الحاج اسے آر بساری چیئرمین اباداں سرکٹ۔ الحاج حمزہ سنیالو صاحب اور الحاج میجر منیر الدین گیوا صاحب نے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کیا۔

محترم امیر صاحب نے اختتامی اجلاس سے خطاب فرماتے ہوئے تمام احباب کو اس بات کی تلقین کی کہ جماعت احمدیہ کا کام صرف اور صرف اسلام اور احمدیت کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ اس لیئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اولادوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ نہ صرف معاشرہ بلکہ دین کے رنگ میں رنگین ہوکر نافع الناس بنیں۔ دوسری اہم بات جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی وہ یہ تھی کہ احباب جماعت یہ کوشش کریں کہ ان کے بچوں کے رشتے مخلص خاندانوں میں ہوں۔ تاکہ آئندہ آنے والوں کی تعلیم و تربیت کا احسن رنگ میں انتظام ہوسکے۔

آخر میں آپ نے آئندہ سال کے چوتھے اجتماع کے لئے یکم اور ۲ اکتوبر (اغالی) اور اجیبوا لئے میں منعقد کرنے کے لئے جماعت کو مطلع کیا۔

آپ نے تمام احباب جماعت اور انصار کو جو اس مبارک اجتماع میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اور ایک پرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ تیسرا سالانہ کامیاب اجتماع جس میں ۱۲۰۰ سے زائد احباب نے مختلف علاقوں کی نمائندگی کی تھی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اگر تم خدا کے ہوجاؤ گے تو یقیناً سمجھو خدا تمہارا ہی ہے

"اگر تم خدا کے ہوجاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا۔ اور اس کے منصوبے توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔"

(کشتی نوح ص۲۴)

سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی قابلِ صد مبارکباد مجالس انصار اللہ

(قسط نمبر ۲)

مندرجہ ذیل مجالس نے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے بجٹ سو فیصدی ادا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے آمین

۱۔ چھور	ضلع سیالکوٹ	
۲۔ بدوملہی	" "	
۳۔ غوطہ فتح گڑھ	" "	
۴۔ سمبڑیال	" "	
۵۔ خانانوالی میانوالی	" "	
۶۔ کلاسں والہ	" "	
۷۔ نوشہرہ ککے زئیاں	" "	
۸۔ داتہ زیدکا	" "	
۹۔ نورنگر	ضلع تھرپارکر	
۱۰۔ لطیف نگر	" "	
۱۱۔ کریم نگر	" "	
۱۲۔ مصطفٰے فارم	" "	
۱۳۔ محمد آباد	" "	
۱۴۔ چک ۸/ML	ضلع سرگودہا	
۱۵۔ بھیرہ	" "	
۱۶۔ حافظ آباد	ضلع گوجرانوالہ	
۱۷۔ بیسٹ قانگی	" "	
۱۸۔ لوہری والا	" "	
۱۹۔ گجو چک	" "	
۲۰۔ فیروز والہ	" "	
۲۱۔ چک ۲۶/ج ب	ضلع لائل پور	
۲۲۔ ۱۲۱/ج ب احسن پورہ	" "	
۲۳۔ لائل پور شہر	" "	
۲۴۔ چک ۶۱/ج ب دھرووڑ	" "	
۲۵۔ صدر	ضلع کراچی	
۲۶۔ ٹنڈو غلام علی	ضلع حیدر آباد	
۲۷۔ کوٹ بارخ دین	" "	
۲۸۔ چک ۱۰۹/ML	ضلع مظفر گڑھ	
۲۹۔ جھانیاں	" "	
۳۰۔ خانیوال	" "	
۳۱۔ کبیر والا	" "	
۳۲۔ حسن پور	" "	
۳۳۔ بھوئیوالی	ضلع شیخوپورہ	
۳۴۔ شرقپور خورد	" "	
۳۵۔ بہاول نگر شہر	" بہاولنگر	
۳۶۔ پاکپتن	" ساہیوال	
۳۷۔ چک ۵۵/5L	" "	
۳۸۔ پاکستان چپ بورڈ فیکٹری	" جہلم	
۳۹۔ محمودہ	" "	

امتحان انصار اللہ سہ ماہی سوم

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام مورخہ یکم و ۳ ، اکتوبر ۱۹۷۶ء کو مقررہ نصاب

الف ۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۷ ربع اول و دوم

ب ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچ منتخب الہامات معہ تشریح

ج ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچ منتخب اشعار

د ۔ خلافت حقہ اسلامیہ

کا امتحان لیا گیا ۔ جس میں ۱۶۳ مجالس کے ۴۸۵ اراکین انصار اللہ نے شرکت فرمائی ۔ اس امتحان میں

(۱) مکرم عبد السمیع صاحب حسنی چک ۱۲۱ ب ج ضلع لائل پور　اوّل

اور (۲) مکرم حاجی خلیل الرحمٰن صاحب پشاور (سول کوارٹرز)　دوئم

رہے ۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

انصار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ان امتحانوں میں شریک ہوا کریں تاکہ جس مقصد کے تحت یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے وہ پورا ہو سکے ۔ زعماء / زعماء اعلیٰ اور ناظمین کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو انصار اللہ کے تحت ہونے والے امتحانات میں شامل کریں ۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

رسالہ توسیع اشاعت

کیلئے

آپ کے تعاون کا محتاج ہے

(مینیجر)

جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے لئے مسیح پاک کی دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو ۔ اے خدا اے ذوالمجد و العطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے ۔ آمین ثم آمین “

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ضرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔